49010 ـ نماز عيد ميں راستہ بدلنے كى حكمت

سوال

ميں نے پڑھا ہے كہ نماز عيد كے ليے جاتے ہوئے ايك راستہ اور واپسى كے ليے دوسرا راستہ اختيار كرتے، اس ميں كيا حكمت ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

امام بخارى رحمہ اللہ تعالى نے جابر بن عبد اللہ رضى اللہ تعالى عنہما سے بيان كيا ہے كہ:

" عيد كے دن رسول كريم صلى اللہ عليہ سلم مختلف راستے پر چلتے"

صحيح بخارى حديث نمبر (986).

راستہ مختلف ہونے كا معنى يہ ہے كہ: ايك راستے سے جاتے تو واپسى دوسرے راستے سے آتے.

مومن شخص كو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى اقتدا اور پيروى كرنى چاہيے، چاہے اسے نبى كريم صلى اللہ عليہو سلم كے فعل كى حكمت كا علم ہو يا نہ.

اللہ تعالى كا فرمان ہے:

يقينا تمہارے ليے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميں بہترين نمونہ ہے ہر اس شخص كے ليے جو اللہ تعالى كى اور قيامت كے دن كى توقع ركھتا اور اللہ تعالى كى بكثرت ياد كرتا ہے الاحزاب (21).

ابن كثير رحمہ اللہ تعالى اس آيت كى تفسير ميں كہتے ہيں:

" يہ آيت كريمہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اقوال و افعال اور احوال ميں ان كى پيروى و اقتدا اصل اصيل ہے. اھ

تفسير ابن كثير (3 / 756).

اس کی حکمت میں علماء کرام کے اقوال مختلف اور بہت زیادہ ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس کے معنی میں علماء کرام کے بہت سے اقوال ہیں: ان میں سے میرے پاس بیس سے زیادہ اقوال جمع ہوئے ہیں:

میں نے ان کی تلخیص کر کے ان میں سے واہی اور غلط قسم کے اقوال بیان کر دیے ہیں:

قاضی عبدالوہاب مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس میں کئی ایك فوائد ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے کئی ایك تو قریب قریب ہیں، اور اکثر صرف فارغ دعوے ہی ہیں. انتہی

ان میں سے کچھ یہ ہیں:

1 ـ ایسا اس لیے کیا تا کہ دونوں راستے گواہی دیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: جن و انس میں سے سے وہاں رہنے والے اس کی گواہی دیں.

2 ـ ایك قول یہ ہے کہ: ان دونوں راستوں میں گزرنے کی فضیلت یا اس سے تبرك کی برابری کی جائے.

3 ـ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: عیدگاہ جانے کا راستہ آپ کے دائیں طرف تھا اس لیے واپس دوسرے راستے سے آئے اگر اسی راستے سے آتے تو وہ بائیں جانب ہو جاتا، لیکن اس کی دلیل درکار ہے.

4 ـ ایك قول یہ ہے: دونوں راستوں میں دینی شعار کےاظہار کے لیے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اللہ کے ذکر کا اظہار کرنے کے لیے.

5 ـ ایك قول یہ ہے: تا کہ منافقین یا یہودیوں کو غیظ و غضب کا شکار کریں.

اور یہ بھی قول ہے: تا کہ انہیں اپنے ساتھ لوگوں کی کثرت دکھائیں، اسے ابن بطال نے راحج قرار دیا ہے.

6 ـ یہ قول بھی ہے: دونوں گروہوں کے ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی خاطر ایسا کیا، لیکن یہ صحیح نہیں لگتا.

7 ـ ایسا اس لیے کیا تا کہ خوشی و سرور کو عام کریں، یا آپ کے گزرنے اور دیکھنے اور ان سے اپنی ضروریات کی

اشیاء فتوی وغیرہ یا تعلیم کا فائدہ حاصل کریں، اور آپ کی راہنمائی حاصل کریں، اور اقتدا کریں، یا ان پر سلام وغیرہ کریں.

8 ـ ایك قول یہ بھی ہے: اپنے قریبی رشتہ داروں کی زیارت اور صلہ رحمی کے لیے کیا.

9 ـ تا کہ اس سے حالت کی تبدیلی کی نیك فال لیں کہ بخشش اور رضاو خوشنودی حاصل ہو.

10 ـ یہ قول بھی ہے: جب جاتے تو صدقہ و خیرات کرتے جاتے، اور جب واپس پلٹتے تو دوسرے راستے سے واپس ہوتے تا کہ سوال کرنے والے کو خالی واپس نہ کریں، یہ بہت ہی ضعیف قول ہے، اور دلیل کا محتاج ہے.

11 ـ یہ بھی کہا گیا ہے: جانے والا راستہ آنے والے راستے کی بنسبت دور تھا، لہذا جانے میں زیادہ قدم اٹھانے کا اجروثواب حاصل کرنے کے لیے لمبے راستے سے جاتے، اور واپسی میں چھوٹا راستہ اختیار کرتے تاکہ گھر جلد واپس پہنچ سکیں.

رافعی نے یہی اختیار کیا ہے، اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں اس کی دلیل چاہیے، کیونکہ واپسی میں بھی قدموں کا اجروثواب لکھا جاتا ہے، جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالی کی حدیث سے ثابت ہے.

12 ـ یہ قول بھی ہے: کیونکہ راستے میں فرشتے کھڑے ہوتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ دونوں راستوں میں کھڑے فرشتے گواہی دیں. اھـ

حافظ رحمہ اللہ کی کلام اختصار کے ساتھ ختم ہوئی.

زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے اس کی بعض حکمتیں ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

زیادہ صحیح یہی ہے کہ ان اور اس کے علاوہ دوسری حکمتوں کی بنا پر ہی ایسا فعل کرتے تھے، آپ کا فعل حکمت سے خالی نہیں . اھـ

دیکھیں: زاد المعاد (1 / 449).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ راستہ بدلنے میں حکمت کیا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنا.

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

کسی مومن مرد اور عورت کو کوئی حق نہیں کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کردیں تو اس میں انہیں اپنے معاملہ کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ واضح اور صریح گمراہی میں ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (16 / 222).

واللہ اعلم .